رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

الحکم

ایڈیٹرز: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
(ابن یعقوب) شیخ محمود احمد قادیانی

قادیان دار الامان مورخہ ۱۴ رمئی سنہ ۱۹۲۰ء

نمبر (۱۸)
جلد (۲۳)

فہرست مضامین

مالاباری مراسلہ

مکرم و معظم جناب شیخ صاحب سلمکم اللہ
یہاں کے حالات مختصراً سلسلہ وار عرض کرتا ہوں

ہمارا سالانہ امتحان

ہمارے ہائی سکول کے طلباء فورتھ و فیفتھ فارموں کا سالانہ امتحان ۵ راپریل سے شروع ہوا۔ پہلے دو دن امتحان عمدگی سے ہو گیا۔ ساتویں تاریخ کو جن سوالوں کا پرچہ آنیوالا تھا۔ جب ہم مدرسہ میں گئے تو وہاں سب سوالوں کے پیپر دیوار و نیز جگہ جگہ لگے ہوئے تھے۔ اس تماشہ کو دیکھکر اُستادوں کو بہت رنج ہوا۔ امتحان دو دن کے لیے ملتوی کیا گیا تاکہ نئے پرچے بنائے جائیں۔

گذشتہ سالوں میں پرچے اسجگہ چھپا کرتے تھے مگر اسدفعہ تالیچری میں ڈوکٹر پریس میں چھپائے گئے تھے۔ مگر لڑکوں نے وہاں سے بھی روپیہ دیکر پرچے حاصل کر لیے اور یہ محض اسلیے کیا کہ افسروں کو یہ معلوم ہو جائے ہم تمہارے انتظام کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ اور دیکھو ہم نے تالیچری سے بھی کاغذات حاصل کر لیے ہیں۔ اسی احمقانہ چال نے ہم جیسے غریب لوگوں کو بھی مصیبت میں ڈالا پھر اس سے بڑھکر یہ حرکت کی کہ ۱۹ راپریل کو تمام میزوں کرسیوں پر پاخانہ پھر کر خراب کر دیا۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ بعض بدمعاش لڑکوں کے نام پولیس کے حوالے کیے گئے ہیں۔ مگر اس کام میں مابلہ لوگ شامل نہیں (مابلہ مسلمان کو کہتے ہیں) کیونکہ مسلمانوں کی تعداد ہائی سکول میں صرف تیرہ ہے

۱۴ ہزار میں ۱۳ مسلمان لڑکے

یہ سخت افسوس کا مقام ہے کہ کنیانور میں ۱۴ ہزار مسلمان آباد ہیں لیکن ۱۴ ہزار مسلمانوں میں سے صرف تیرہ لڑکے ہائی سکول میں تعلیم حاصل کرتے ہیں جنمیں سے دو احمدی طالب علم ہیں۔ اس سے احباب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلمانوں میں کس قدر تعلیم کا مذاق ہے۔

اخبار احمدیہ

ایک ہفتہ میں تین احمدیوں کی کمی۔

ایک ہفتہ میں یہاں کے احمدیوں میں تین کی کمی واقع ہوئی۔
پہلے ہمارے صراف پی۔ علی۔ کنجی صاحب کی بیٹی فوت ہوئی (انا للہ وانا الیہ راجعون)
پھر ۲۴ کو حکیم عبدالرحمٰن چار ماہ علیل رہکر (جو ایک بڑے مخلص احمدی تھے اور ان کا وجود یہاں کی جماعت کیلیے بڑی نعمت تھا) فوت ہو گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)
۲۶ کو ہمارے حجام مسمی حسن صاحب فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون:۔ احباب ان مرحوموں کے جنازے غائب پڑھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انکو بڑے بڑے مرتبے دے۔ اور جماعت کی اس کمی کو

(انوار احمدیہ پریس میں: باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپا)

پورا کردے۔

۲۶-اپریل کوڈالی کے جماعت کے پریذیڈنٹ جناب کنجالی صاحب کی لڑکی کے قرآن کریم ختم کرنیکی تقریب پر دعوت دی تھی۔ ہم چند اصحاب یہاں سے اس میں مدعو تھے۔ ہم صبح کو یہاں سے روانہ ہوئے۔ جب گاڑی گاڑی بجروڈ بازار میں گئی تو لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ بازار کے لڑکوں نے قادیان قادیان کے نعرے لگانے شروع کر دیئے اور ہمنے اسکی کچھ پرواہ نہ کی۔ لیکن تعجب ہے کہ دیہاتی لوگ بھی استہزا کرنے لگے۔ ان کو ایسا کرنے کی جرأت اس لیے ہوئی کہ ایک مولوی نے جاکر ان کو برانگیختہ کیا تھا۔

واپسی سید عبدالرحیم صاحب بہاری ہمارے ساتھ تھے۔ اسوقت پہلے سے زیادہ لوگ ہمپر آوازے کستے تھے۔ اور ہر کونے سے قادیان قادیان کی آواز آتی تھی بعض شریر لڑکے دوڑ کر لوگوں کو اطلاع دینے گئے۔ میں تو اسکو دیکھکر بے اختیار ہنس پڑا۔ شام کو خیریت سے کینا انور آ گئے۔

کوڈالی میں احمدیت بہت ترقی پر ہے:۔ امام صاحب کو بچوں کے لیے قرآن شریف پڑھانے پر مقرر کر دیا۔

نئے احمدی دوستوں کو دیکھکر طبیعت بہت خوش ہوئی مدرسہ کے لیے ایک مکان تعمیر ہو رہا ہے:۔

کنانور ایک نو مسلم آیا ہوا ہے۔ وہ لیکچر دے رہا ہے اسکو چنداں کامیابی نہیں ہوئی۔ ملا نور کے کہنے سے اب احمدیوں کے خلاف لیکچر دیتا ہے۔ اور سخت دل آزاری کرتا ہے۔

خوشی کی خبر بی محمد صاحب جو کولمبو چلے گئے تھے واپس آ گئے ہیں۔ پہلے ان کی بیوی نے انکو نکال دیا تھا۔ اب ان سے معافی مانگ لی ہے اور صلح کر لی ہے اللہ تعالیٰ اسکو مبارک کرے۔ اور سب خیریت ہے

این حامد احمدی ۲۸-اپریل ۱۹۲۰ء

توسیع اشاعت میں سعی فرمائیں

مولوی احمد رضا خانصاحب کی مجددیت

اور

تازہ شہادت

ہمنے الحکم کی کسی قدیمی اشاعت میں مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کی مجددیت کے متعلق کچھ لکھا تھا جسمیں یہ ذکر تھا کہ خود مولوی صاحب مذکور تو مجدد ہونیکے مدعی نہیں مگر ہمارے مقابلہ میں غیر احمدی ان کو مدعی مجددیت کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں اور اسطرح چودھویں صدی کے مجدد کے متعلق سوال کو اپنے سر سے ٹال دیتے ہیں۔ جیسا کہ پیر بخش لاہوری نے بھی یہی حرکت کی ہے۔

مگر

آج ہمنے اخبار الفقیہ امرتسر مورخہ ۵ مئی ۱۹۲۰ء دیکھا جسمیں مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کا ایک مرید ایک نامہ نگار اہل حدیث کی تردید کرتا ہوا لکھتا ہے

> اب اس (نامہ نگار اہلحدیث) کا افترا سنیئے
> لکھتے ہیں کہ خبکا خود دعویٰ ہے کہ میں مجدد
> مائۃ حاضرہ ہوں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ
> بریلوی نے جہانتک مجھے علم ہے اپنی کسی
> کتاب میں یہ دعویٰ نہیں کیا۔

پس جبکہ اُنکے مرید کی شہادت ہے کہ مولوی صاحب مذکور مدعی مجددیت نہیں تو پیر بخش لاہوری کو کیا حق حاصل ہے کہ ایک ایسی زبردست بات مولوی صاحب کے ذمہ لگائے اور ایک بھاری بوجھ مولوی صاحب کے سر پر رکھے۔ پھر افسوس یہ ہے کہ پیر بخش لاہوری مولوی احمد رضا خاں صاحب کو وفات یافتہ سمجھتا ہے۔ جبھی تو اس نے رسالہ انجمن تائید الاسلام میں لکھا کہ "مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی بھی مجدد زمانہ تھے"

ہم مولوی احمد رضا خاں صاحب سے ہی دریافت

کرتے ہیں کہ جناب فرمائیں آپکا کیا دعویٰ ہے۔ ؎
مولوی لاکھ پہ بھاری ہی گواہی تیری

(ابو محمد سید محفوظ الحق علمی احمدی دارالامان)

مولوی ابو تراب سے ملاقات

از جناب مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل سیکھوانی

راقم ہمراہ چند طلبار مدرسہ احمدیہ قادیان امرتسر میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے طرف جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں مولوی ابو تراب کی دوکان آ گئی۔ سبنے اُن سے ملنے کی خواہش کی اس واسطے ہم مولوی صاحب موصوف کے پاس جا کر بیٹھ گئے مولوی صاحب ہمسے یوں ہمکلام ہوئے۔

مولوی:۔ آپ امرتسر کیسلیے تشریف لائے ہیں۔

احمدی:۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہاں چار بجے لیکچر ہوگا لیکچر سُننے کے لیے آئے ہیں۔

مولوی:۔ آپنے تو حدیث کے خلاف کیا ہے کیونکہ حدیث میں نبی کریم فرماتے ہیں لا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد اور تم نے اسکے برخلاف شد رحال کیا ہے۔

احمدی:۔ آپ جب خاکسار کے ساتھ راجہ سانسی میں مناظرہ کے لیے گئے تھے اُسوقت آپنے راجہ سانسی کی طرف شد رحال کیوں کیا تھا۔

مولوی:۔ وہ طلب علم کے لیے شد رحال تھا اور اسکے متعلق حدیث میں آ چکا ہے کہ تم علم کو طلب کرو۔ چاہے تمھیں چین جانا پڑے۔

احمدی:۔ پھر آپنے راجہ سانسی میں کہا تھا کہ میں آج بٹالہ سے ایک مریض دیکھکر آیا ہوں۔ آپنے بٹالہ کیطرف شد رحال کیوں کیا تھا۔

مولوی:۔ جواب ندارد

احمدی:۔ جب آپنے خود اپنے فتوائے حدیث کے خلاف بٹالہ کیطرف شد رحال کیا۔ اور پھر آپکا اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ جبکہ آپ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ طلب علم کے لیے شد رحال کرنا جائز ہے۔ تو ہمنے بھی طلب علم کیلیے شد رحال کیا ہے۔ جو کہ عین حدیث کے مطابق ہے۔

لیکن آپنے خلاف حدیث کیا۔ کہ طب کرنیکے لیے بٹالہ کی طرف شد رحال کیا

مولوی:۔ اُن کے لیکچر سے طلب علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نہ اُنکے پاس کوئی سند ہے۔ اور نہ وہ عالم نہ وہ فاضل ہیں۔ اور تم نے اُن کی تقریروں کو کئی دفعہ سنا ہوگا۔ تم اُن کے لیکچر سے کیا علم حاصل کرتے ہو۔

احمدی:۔ بتایئے۔ عالم ہونا سند پر منحصر ہے ؟ نہیں آپ یہ تو بتائیں سید عبد القادر جیلانی۔ حضرت عمر رضؓ ابو بکر رضؓ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کونسی سند عالم فاضل ہونیکی تھی۔ اور نیز آپ بھی اپنی سند دکھلائیں۔

مولوی[1]:۔ میرے پاس سند ہے۔

احمدی:۔ ذرا دکھائیں تو سہی۔ کئی دفعہ کہا گیا مگر دکھا نہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ آپنے کئی دفعہ تقریروں کو سنا ہوگا۔ اسواسطے پھر سننے کی ضرورت نہیں۔ سو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک دفعہ سننے سے پوری یاد نہیں رہ سکتی اسکو بار بار سننا چاہیئے۔ ہاں تحریر میں ایک بات بار بار لانا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ انسان ایک جگہ سے بار بار پڑھ سکتا ہے۔ لیکن قرآن کریم میں ایک واقعہ بار بار بیان کیا جاتا ہے اُسکی کیا وجہ ہے ؟ نیز آپنے ثابت یہ کیا اپنے جیسے مولویوں پر قیاس کرکے کہہ دیا۔ کہ ہر دفعہ ایک تقریر ہوتی ہے لیکن آپ جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپر نئے سے نئے معارف کھولتا ہے۔

مولوی:۔ جواب ندارد (پھر مولوی صاحب کہنے لگے کہ آپ قرآن وحدیث فقہ کو مانتے ہیں)

احمدی:۔ ہاں بسر وچشم مانتا ہوں۔

مولوی:۔ لکھدو لو کاغذ اور قلم دوات

احمدی:۔ میں نے لکھا کہ میں قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کا کلام جانتا ہوں۔ اور ایسی احادیث کہ جنکے متعلق قرآن کریم خلاف نہیں کہتا صحیح جانتا ہوں اور نیز فقہ کے ایسے مسائل جو کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مخالف نہیں صحیح سمجھتا ہوں۔

اسپر مولوی صاحب جھنجھلائے اور آگ بگولا ہو گئے اور بہت واہیات کہنا شروع کیا

مولوی: تم اتنا فقرہ کیوں نہیں لکھ دیتے کہ میں قرآن اور حدیث اور فقہ کو مانتا ہوں اور کیوں تفسیر القول بمالا یرضی قائلہ کر رہے ہیں۔

احمدی۔ تفسیر القول بما لا یرضی قائلہ آپ کر رہے ہیں۔ نہ کہ میں۔ کیونکہ میں نے کہا تھا کہ میں مانتا ہوں اور میں اسبات کا حقدار ہوں۔ کہ بتاؤں کہ میرا حدیث اور فقہ سے کیا مطلب ہے۔ مگر آپ کہیں میں اسکو لکھوں

مولوی: محتمل المعانی کی تفسیر تو کیجا سکتی ہے کہ میری مراد اس لفظ سے فلاں معنی ہیں۔ لیکن تم اُسکی تفسیر کیوں کرتے ہو۔ وہی فقرہ کیوں نہیں لکھ دیتے۔

احمدی:۔ میں نے تفسیر اسواسطے کردی کہ حدیث کے ماتحت کئی قسم کی احادیث تھیں۔ ضعیف موضوع صحیح تو میں نے اُسکی تفسیر کردی کہ میری مراد اس سے ایسی احادیث ہیں جو کہ قرآن مجید کے خلاف نہ ہوں

مولوی صاحب پھر کہنے لگے کہ میرے ساتھ مناظرہ ثالث ٹھہرا کے کرلو۔ میں نے کہا کہ میں آپ کو تحریر میں تین بار چیلنج بذریعہ اخبار الفضل دیچکا ہوں جسکا آپ نے ابھی تک جواب نہیں دیا۔ اور میں ۱۱۔ دسمبر کے الفضل میں ثالث پر قرآن اور احادیث سے بحث کر چکا ہوں۔ جسکا آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔

مولوی: میں نے اُسکا جواب دیدیا ہے

احمدی:۔ دکھاؤ۔ آپکے پاس اخباروں کا فائل ہے۔

مولوی:۔ یہ دیکھیے اسکا جواب ہے۔

احمدی:۔ اسکا لکھنے والا کون ہے ؟

(نوٹ:۔ اسکا لکھنے والا امتیاز احمد دہلوی تھا) میں نے

کہا کہ آپکا یہ کیسے ہوا۔ تو کہنے لگے کہ میرے اخبار میں شائع ہوا ہے اسواسطے میرا ہے۔ میں نے کہا کہ پیسہ اخبار میں بہت سے مضمون احمدیوں کے چھپتے ہیں کیا اُس سے یہ سمجھا جائے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار احمدی ہے۔ اس مضمون میں میرے اُن دلائل کا جو مذہبی مناظرہ میں ایسے ثالث کے عدم جواز پر دیئے ہیں جو تبدیلی مذہب کی شرط پر ہو) جواب کہاں ہے مولوی صاحب لاجواب ہو گئے اور کوئی جواب بن نہ آیا۔ اور کہنے لگے کہ آپ ابھی ثالث ٹھہرا کر مناظرہ کرلیں۔ خاکسار نے کہا کہ میں نے ۱۱ دسمبر کے پرچہ میں یہی تو لکھا ہے کہ ثالث مذہبی مناظرہ میں نہیں ہونا چاہیئے۔ پہلے آپ اسکا جواب دیں۔ پھر آپ سے مناظرہ کرلیا جاویگا اور نیز میں آپ کو تین بار چیلنج دے چکا ہوں آپنے اُسکا جواب نہیں دیا۔ لیکن پھر میں اب چیلنج دیتا ہوں۔ کہ اگر مولوی صاحب مناظرہ کی طاقت رکھتے ہیں تو آئیں اور مناظرہ کریں۔ گھر میں گیدڑ بھپکیاں مارنے سے کیا فائدہ۔ مثل مشہور ہے۔ ع

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا

آیئے اور بٹالہ میں ہی مناظرہ کریں جو کہ فریقین کے درمیان ہے۔ والسلام

---

[1] مولوی صاحب کی طبیعت میں تیزی ہے جسکا مولوی صاحب کو ضرور علاج کرنا چاہیئے دوسرے کی بات کو پورا سنتے نہیں ہیں اور یہ مناظر میں ایک بھاری نقص ہے۔ ۱۲ منہ

مالابار میں احمدیت

گذشتہ سے پیوستہ

نوٹس پر اخبار کیرلا پتر کا کی رائے

کنیا نور سے ایک رپورٹر لکھتا ہے۔ کہ ارکل راجہ صاحب کی طرف سے ایک نوٹس کنّل عبد القادر کو یا کے [illegible] نے جناب راجہ صاحب کو بھیجا ہے۔ اسکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ صاحب اپنے آپ کو شرعی طور پر سزا جزا دینے کا مجاز خیال کرکے احمدیوں کے ساتھ ایسا کرنا چاہتے ہیں ہمیں اچھی طرح سے معلوم ہے کہ ارکل راجہ کیطرف سے کبھی کسی مجرم کو شرعی طور پر سزا نہیں ملی۔ کیا کسی چور کا ہاتھ ارکل کے حکم سے کاٹا گیا۔ یا کسی قاتل کو ارکل کے حکم سے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔ یا کسی زانی کے کوڑے لگائے گئے یا رجم کرنیکا حکم ہوا ہے؟ نہیں ایسا ہرگز کبھی نہیں ہوا۔ لوگ پھر کئی قسم کے جرم کرتے ہیں مگر راجہ نے کبھی ایسا حکم نہیں دیا۔ اور ایسے مجرموں کا علم تک ایسے لوگوں کو نہیں ہوتا۔ کیا گورنمنٹ جو کنانور کے بہت سے مجرموں کو سزا دیتی رہی ہے۔ وہ شریعت اسلام کے مطابق تھی اگر نہیں تھی۔ تو کیوں کیا۔ ان کے احکام یاد نہیں تھے۔

مسلمانوں میں سے کتنے ہیں جو اے۔ ایل۔ بی اینڈ سنز کی دوکان سے سگار و لیف۔ ایل ہیرجی کی دوکان سے انگریزی ساخت کی شرابیں پیتے ہیں اور کتنے ہیں جو سودیشی شراب پیتے ہیں کیا ان پر راجہ نے شرعی حکم جاری کیا۔ اور کیوں وہ جاری نہیں ہوا۔ اگرچہ راجہ کو اختیار ہے تو کیوں انمیں سے کسی کو بھی ایسی سزا نہیں دی گئی۔ غرض یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ راجہ کو اختیار ہے یا نہیں اگر ہے تو سب پر ہے یا بعض پر۔ اور اگر بعض پر ہے تو ہمیشہ کے لیے ہے یا زمانہ محدود تک۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ راجہ ارکل کو کبھی بھی شرعی طور پر سزا دینے کا مجاز نہ تھا۔ حالانکہ اسکی حکومت میں شرابی زانی۔ چور۔ ڈاکو سب ہی قسم کے لوگ آباد ہیں۔ مگر کبھی بھی کسی کو شرعی سزا نہیں دی گئی۔

مگر آہ کیسے دکھ کا مقام ہے کہ صرف ایک احمدی جماعت ہی ایسی مجرم ٹھہری کہ جسکے لیے شرع کا بہانہ بنا کر انکو تباہ کرنے کی کوشش کیگئی ایک موقع پر کیرلا پتر کا لکھتا ہے۔

کنانور کے مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ

ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ قادیانی کے نام سے مشہور ہوا ہے۔ یہ لوگ بھی مسلمان ہیں لیکن ان کے عقائد دوسروں کی نسبت ذرا اختلاف ہے صرف یہی نہیں کہ یہ فرقہ دوسرے مذاہب والوں سے کسی قسم کی دشمنی نہیں رکھتا۔ بلکہ دوسروں سے محبت رکھتا ہے اور دوستی کا برتاؤ کرنا ان کا اصول ہے اس نئے فرقہ کے بانی میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ قادیانی کہلاتے ہیں۔

(اسکو علم نہیں کہ ہم لوگ احمدی کہلاتے ہیں۔)

کنانور میں سے بعض اس جماعت میں شامل ہوئے لیکن ان کو دوسرے مسلمانوں کے ہاتھوں سخت ایذا پہنچنے کی خبریں ہمکو پہنچ رہی ہیں اسلامی قبرستانوں میں انکے جنازے کو دفن کرنے میں دوسرے مسلمان مانع ہیں۔ احمدیوں کے فریق مخالف میں بڑے بڑے معزز لوگ ہیں۔ ان کی وجہ سے مقامی حکام کی مدد بھی ان کو نہیں پہنچتی۔ مذہبی اختلاف اور دشمنی تمام دشمنیوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ اسلیے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ دشمنی کہانتک ترقی کرے گی۔ اور اس سے جو خطرات پیدا ہونگے ہم اسکا ابھی اندازہ نہیں کر سکتے اسلیے ہم امید کرتے ہیں کہ کلکٹر صاحب اس معاملہ میں خاص طور پر تفتیش کرکے ان غریبوں کی مدد کریں گے

(کیرلا پتر کا)

احمدیوں پر تکلیف کی بوچھاڑ پہلے کی نسبت زیادہ پڑنے لگی ہے بیچارے خوف کی وجہ سے اپنے گھر کے صحن میں سے باہر نکلنے سے بھی رہ گئے ہیں۔ جن کے پاس کچھ مال تھا وہ اسکو اندر بیٹھے خرچ کر رہے ہیں۔ اور جو غریب ہیں۔ وہ فاقے کاٹ رہے ہیں۔ پردہ نشین عورتوں کی طرح اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بعض اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل گئے ہیں (کیرلا پترکا ۲۸؍اگست ۱۹۱۵ء)

غور کا مقام ہے کہ کن کن تکلیفوں میں وہ مبتلا تھے ایک آدمی ہے۔ آمدنی ایک پائی کی نہیں بازار میں پیسے لیکر جاتا ہے تو راستے میں لوگ اسکو مارتے ہیں۔ بچے تالیاں بجاتے ہیں۔ پتھر پھینکتے ہیں۔ گندگی اور گوبر وغیرہ سے اسکو سر سے پاؤں تک لتھیڑ دیتے۔ مگر وہ بڑے استقلال سے بازار میں بڑھا چلا جاتا ہے۔ جب کسی دکان پر کھڑا ہوتا لوگ ہشت ہشت کرکے نکالدیتے ہیں۔ دوسری دوکان پر جاتا وہاں بھی وہی معاملہ یعنی دھکے اور مار کھاکر ہٹتا۔ اسی طرح تیسری۔ چوتھی غرض سارا بازار پھر رہے عیسائی اور دوسرے مذاہب کے لوگ چیزیں خریدتے ہیں مگر آہ ایک مسلمان کی دوکان سے ایک احمدی کو پیسے دیکر بھی چیز نہیں ملتی۔ بال بڑھ گئے ہیں۔ حجام نہیں ملتا بچہ مر گیا ہے۔ سڑ رہا ہے دو گز زمین اسکے دفن کرنے کے لیے ساری دنیا میں نہیں۔ دو پیسے کی آمدنی نہیں اور بیوی بچے ساتھ ہیں۔ کون ان کو کھانے کو دے پھر اس قوم کو کیسی کھانے کی مصیبت جو دن میں چار مرتبہ کھائے۔ گھر میں کوئی بات نہیں کرتا کہ کافر ہے۔ آہ اس سے بڑھکر یہ اور ظلم! ننھے ننھے پیارے پیارے بچے جنکی بھولی بھالی صورت دیکھکر باپ خوش ہوتا اور اپنے غم کو بھلا دیتا ہے۔ وہ اس سے جدا کر دیئے جاتے ہیں حکم ملتا ہے گھر سے نکل جاؤ۔ آگے کی مصیبتیں ہی کچھ کم نہ تھیں کہ یہ اور آپڑی۔ اب سر چھپانے کے لیے بھی جگہ نہیں۔

شاباش! احمدی شاباش!! بچوں کو بھی چھوڑتا ہے بیوی کو بھی الوداعی سلام گھر کی ڈیوڑھی سے ہی رخصت کر کے مال و دولت سب پر لات مارتا ہے اور آنیوالے خطرات کے بھیانک منظر کو دیکھ رہا۔ کہ وہ بلائے ناگہاں کیطرح سر پر کھڑے ہیں۔ مگر وہ گھر سے نکلتا ہے اسکو نہیں معلوم کہ وہ کدھر جائیگا اور کس مکان پر رہے گا۔ روٹی کہاں سے ملیگی اور پانی کہاں سے۔ راستے میں ماریں کھاتا ہوا۔ گالیاں سنتا ہوا چلا جاتا ہے تصور میں ننھے ننھے بھولے بھالے بچوں کی پیاری پیاری شکلیں ہیں

جب انکی یاد آتی ہے آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر پڑتے
کل سارا زمانہ دوست تھا مگر آج دشمن۔

بات کیا ہے؟ جرم کیا ہے؟ یہ کس بات کی سزا ہے؟
صرف اس امر کی کہ خدا کے مامور مرسل کی آواز کو سنکر
اُس پر ایمان لے آئے۔ پہلے نماز کے پابند نہ تھے اب
پابند ہوگئے۔ پہلے حلال و حرام میں فرق نہ تھا
اب فرق کرنے لگ گئے۔ گناہوں کو چھوڑ دیا
نیکیوں پر کمربستہ ہوگئے

آہ افسوس یہ حال ہے مسلمان رؤساء کا جن کے
ہاتھ میں کچھ اقتدار ہے۔ وہ اسطرح سے اپنے بھائیوں
کو کاٹ کاٹ کھانا چاہتے ہیں۔

پھر بتاؤ کہ وہ کونسی طاقت اور کونسی روح تھی جو کہ
ایک الاباری احمدی کے قلب میں مسیح موعود نے
پھونکدی تھی۔ مصیبتوں اور بلاؤں کا ایک سمندر
اسکے گرد موجیں مار رہا ہے مگر اس کی پیشانی پر بل نہیں
پڑتا۔ وہ استقلال کے ساتھ آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے
دشمن اسکے استقلال کو دیکھکر اور تیز ہوتے ہیں۔ لیکن
وہ مصیبتوں کا مقابلہ کرنے کیلیے اور کس کر کمر باندھ لیتا ہے
دشمن سمجھتا ہے کہ وہ بھوک کے ڈر سے توبہ کرلے گا
مگر وہ اس بات سے بھی ندامت اٹھاتے ہیں۔ پھر
خیال کرتے ہیں۔ بیوی بچوں کا دکھ۔ دوستوں کی جدائی
مرنے کے بعد میت کی بے عزتی سب چیزیں اسکو
احمدیت سے روکدیں گی۔ مگر احمدی ان تمام باتوں کی
بھی پرواہ نہیں کرتا اور مسیح موعودؑ کے دامن کو
نہیں چھوڑتا اور مسیح موعود علیہ السلام کے اس کلام
پر عمل کرتا ہوا چلا جاتا ہے ؎

اے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تتار
نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامان دمار
جس نے نفس دوں کو ہمت کرکے زیر پا کیا
چیز کیا ہیں اسکے آگے رستم و اسفندیار
گالیاں سنکر دعا دو۔ پاکے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار
چپ رہو تم دیکھکر ان کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حال زار
دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدت گرمی کا ہے محتاج باران بہار

آخر وہ دن آن پہنچا جسکی انتظار تھی۔ دشمن خیال کرتے
تھے کہ راجہ ہمارے ساتھ ہے۔ علماء ہمارے ساتھ ہیں
ہم برسر اقتدار ہیں۔ طاقت ہے دولت ہے غریب
احمدیوں کو تباہ کرکے رکھ دینگے۔ مگر کسی کو کیا معلوم کہ
آسمان سے کب مومنوں کی مدد آجائے۔

۱۷؍ نومبر ۱۹۱۵ء کا دن احمدیوں کے لیے بہت خیر و برکت
کا دن تھا۔ اسدن خدا کی مہربانی سے مسٹر الیف۔ بی۔ ایونیس
صاحب بہادر نے راجہ کو ایک اجلاس میں طلب فرمایا۔ مگر
راجہ نے آنے سے انکار کردیا جس پر صاحب بہادر بہت ناراض
ہوگئے۔ سختی سے حاضر ہونیکا حکم دیا گیا۔ اسکو سنکر
راجہ صاحب تشریف لیگئے۔ مگر صاحب بہادر نے
برسر اجلاس راجہ کو بیٹھنے کے لیے کرسی نہ دی اور
بڑے غصے سے مخاطب کیا اور کہا کہ رسکل راجہ تم سمجھتے
ہو کہ تم ایک غریب جماعت کو نقصان پہنچاؤ گے۔ بہتر ہے
کہ تم باز آجاؤ اور اعلان کردو کہ احمدیوں کو کوئی تکلیف
نہ دے۔ وگرنہ اگر اب بھی تم باز نہ آئے اور شکایت سنی
گئی۔ تو جلاوطن کر دیئے جاؤ گے۔ ادھر راجہ کی گوشمالی
خدا نے مسٹر ایونیس کے ذریعے کرا دی۔ ادھر دوسرے
دن صاحب بہادر نے حکم دیا کہ چند دن کے لیے قاضی
صاحب کو یہاں سے غائب کردو تاکہ لوگ سیدھے
ہو جائیں۔ دوسرے دن دو سپاہی قاضی صاحب کے
مکان پر علی الصبح گئے۔ قاضی صاحب ابھی مونہ ہاتھ
بھی نہ دھو چکے تھے کہ سپاہیوں نے کہا کہ آپ کو
تھانہ میں طلب کیا گیا ہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ تم
چلو میں آتا ہوں۔ سپاہی کہنے لگے کہ ہمکو حکم ہے کہ جس
حال میں ہوں۔ آپ کو لیجا کر پیش کر دیں۔ قاضی صاحب
نے کہا کہ مجھے کپڑے پہن آنے دو۔ سپاہیوں نے کہا کہ
کپڑے اسجگہ منگوا لیے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ جبری گاڑی
تیار ہو جائے۔ سپاہیوں نے کہا کہ ہماری گاڑی موجود ہے
غرض قاضی صاحب کو زیر حراست کرکے لیگئے آگے ایک
موٹر پر یورپین افسر موجود تھے انھوں نے قاضی کو موٹر
پر سوار کیا۔ اور موٹر کہیں نامعلوم جگہ پر لیگئے۔ راجہ کی
بے عزتی قاضی صاحب کی نظربندی نے شہر میں ایک
قسم کی لوگوں پر غشی طاری کردی۔ سب حیران و پریشان
ہوگئے۔ اور احمدیوں کی مخالفت میں کم ہوگئے۔ کافی دنوں
تک قاضی صاحب نظربند رہے جب شہر میں امن ہوگیا
واپس کر دیئے گئے۔

اب احمدیہ جماعت کچھ آرام سے رہنے لگی کھلی مخالفت
بند ہوگئی اور کھلے بازاروں میں شرارت نہ کی جاتی تھی۔
۲۲؍ نومبر ۱۹۱۵ء کا دن اور بھی ایک تاریخی تھا۔ احمدی
احباب نے ملکر ایک انجمن کی بنیاد رکھدی۔ اور اس غرض
کے لیے ہیرجی ایم اینڈ سنز کے مکان اے نمبر
کو کرایہ پر لیا اور انجمن کھولدی گئی۔ کلتل عبدالغنی
کو پریذیڈنٹ منتخب ہوئے بلی محمد صاحب سکرٹری
اسی کو یا کٹی کے ایم ابراہیم صاحب ایم عبدالقادر صاحب
ممبران مجلس مقرر ہوئے اور فیصلہ ہوا کہ آئندہ
کاروائی باقاعدہ رجسٹروں میں لکھی جاوے اور یہ لوگ
تمام احمدیوں کی طرف سے نمائندے ہونگے۔ جو حکام
وغیرہ کو ملا کرینگے۔ پھر عید کے دن اسمیں عید ہوئی اور عید
فنڈ جمع کیا گیا اور قادیان روانہ کیا گیا۔ یہ پہلی رقم تھی۔
۱۹۱۵ء بہت سے انگریزی اخبارات بھی ہمارے
سلسلہ کی تائید میں مضامین لکھتے رہے۔ مثلاً مدراس میل
۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء کو مخالفت کا ذکر کرتا ہے اور احمدیہ
اعتقادات کو پیش کرتا ہے۔ پھر گورنمنٹ کو سلسلہ کی
تکالیف پر توجہ دلاتا ہے۔

کوچین ارگن ۹؍ اکتوبر ۱۹۱۵ء :۔ احمدی جماعت
کی تعریف کرتا ہوا کہتا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں سے
کسی طرح کم نہیں ہیں۔ اور کہتا ہے احمدیوں کا حق ہے
کہ نالش کردیں۔

انڈین پیٹریٹ ۳۰ اگست ۱۹۱۵ء احمدیوں کی مظلومی
کا ذکر کرتا ہے۔ مدراس میل یکم دسمبر ۱۹۱۵ء علی راجہ کے
خلاف لکھتا ہے

ایسٹ کوسٹ ریفارمر ۸ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء غیر احمدیوں سے مقدمے کا خارج ہونیکا ذکر کرتا ہے

ڈبلیو سی سپیکیٹر ۱۱۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۵ء

علی راجہ نے افسران انگریزی کے خلاف ایک میموریل گورنر کو بھیجا۔ کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کا فساد افسروں کی بیجا حرکات کی وجہ سے ہوا۔ اور لکھا کہ ہم حیران ہیں کہ گورنمنٹ کیوں ہماری خواستوں پر توجہ نہیں کرتی۔ اسکا جواب ڈیوڈسن پرائیوٹ سکریٹری نے دیا ہے گورنمنٹ ہرگز اس میموریل پر توجہ نہیں کریگی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ان باتوں کے ساتھ متفق نہیں ہے۔

کوچین آرس ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۵ء کلکٹر نے راجہ کو حکم دیا کہ تم ایک اشتہار دیدو کہ کوئی احمدیوں کو تکلیف نہ دے اسپر راجہ نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ ان کو کون تکلیف دیتا ہے ایڈیٹر کہتا ہے کہ عجیب بات ہے کہ راجہ اس بات سے بیخبر ہے جسکو ہر ایک شخص جانتا ہے

نیو انڈیا نے احمدیوں کے خلاف لکھا تھا اسلیے اس کے خلاف لکھا ہے ڈبلیو سی سپیکیٹر ۸ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء احمدیوں کی طرفداری کرتا ہے۔ اور اخبار جو وقت جسنے خلاف لکھا ہے اسکو ڈانٹا ہے اسی طرح اور بہت سے انگریزی اخبارات ہیں

(باقی پھر انشاء اللہ تعالےٰ)

اخبار مالابار

مولوی عبدالرحیم صاحب بہاری مبلغ تبلیغ کر رہے ہیں۔ جماعت میں ہر طرح کی ترقی ہے۔ کوڈالی میں ان کے جانے سے ۲۲ آدمی سلسلہ حقہ میں داخل ہو چکے ہیں + الحمد للہ مخالفت بھی زوروں پر ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

(سگے عبد اللہ احمدی)

صادق

امریکہ میں داخل ہو گیا!

یہ خبر نہایت خوشی سے سنی جائیگی کہ حضرت صادق کو آخر امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت ملگئی۔ اور وہ داخل بھی ہو گئے۔ قادیان میں تار موصول ہو گیا ہے۔ اس تار کے موصول ہونے پر مدرسوں وغیرہ میں چھٹی منائی گئی۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا نے یہ معجزانہ اثر کیا ہے۔ وہ شخص جسکے داخل ہونے کیلیے نہ تاروں کی بھرمار تھی اور ریزلیوشنوں اور جلسوں کا اہتمام تھا۔ بلکہ اسکے خلاف جلسے ہوئے اخباروں میں لکھا گیا۔ وہ چند دن کے اندر اندر آزاد ہو کر ملک میں داخل ہو جاتا ہے الحمد للہ علے ذالک میں اس خوشی پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی خدمت میں

مبارکباد

پیش کرتا ہوں۔

مدرسہ احمدیہ کے تین طلبا چین کو

ہمکو یہ معلوم ہوا ہے کہ مدرسہ سے تین طلبا نے حضرت صاحب کی خدمت میں چین جاکر تبلیغ کرنیکے لیے اجازت مانگی ہے۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ حضرت نے کیا حکم دیا ہے۔ یہ طلبا بغیر روپیہ طلب کرنیکے سفر کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہم بیداری اور ترقی کی طرف سرعت سے بڑھ رہے ہیں۔ انکے نام عبدالاحد۔ اللہ دتا۔ اور تاج الدین ہیں۔

مختلف ممالک میں

احمدیہ مشن!

آج کل حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے زیر نظر بہت سے بلاد ہیں۔ جن میں تبلیغ احمدیت کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے اور وہاں مشن قائم کرنیکی تجاویز زیر غور ہیں۔ حضرت کا ارادہ ہے کہ اب ایسے آدمی بھیجے جاویں۔ جنکو صرف کرایہ دیدیا جائے۔ اور ایک دو ماہ کے اخراجات پھر باقی کے اخراجات وہ خود پیدا کریں۔ اور تبلیغ بھی کریں۔

چنانچہ یونان۔ جاپان۔ مدراس۔ آسام۔ مصر وغیرہ میں مشن قائم کرنے کی تجاویز زیر غور ہیں۔ اول الذکر میں بہت جلد مشنری روانہ کر دیئے جاوینگے۔ جانیوالے مشنری وہاں جاکر کوئی کام بھی کرینگے۔ مشنریوں کے اسماء سے بعد میں اطلاع دی جاے گی۔

مکالمات!

احمدی (ایک غیر احمدی دوست سے) السلام علیکم مولوی صاحب۔

غیر احمدی:۔ نمستے حضرت۔

احمدی:۔ ہیں! مولوی صاحب آپ آریہ کب سے ہو گئے۔

غیر احمدی:۔ حضرت چونکہ آپ کا فرقہ بھی آریوں کی طرح نیا فرقہ ہے۔ اسلیے میں نے اس پیرایہ میں جواب دیا ہے

احمدی:۔ مولوی صاحب۔ آپ کو معلوم ہے کہ آریوں کا کیا عقیدہ ہے

غیر احمدی:۔ نہیں

احمدی:۔ آریہ وہ فرقہ ہے جو آدم سے احمد علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام کے منکر ہیں۔ نیز قرآن میں لکھا ہے۔ جو شخص ایک نبی کا منکر ہو۔ وہ تمام کا منکر ہوتا ہے آپ حضرت احمد مسیح موعود علیہ السلام کے منکر ہیں لہذا تمام انبیاء سابقہ کے بھی منکر ہوئے۔ اب فرمایئے آریہ کون ہے؟ ہم! آپ؟ نیز آپ کا جواب "نمستے"

آپ کے آریہ ہونیکی کافی دلیل ہے۔

غیر احمدی:۔ خاموش۔ حیران۔ لاجواب!

(۲)

احمدی (ایک غیر احمدی دوست سے) کہیئے مولوی صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک زندہ موجود ہیں؟

غیر احمدی:۔ ہاں حضرت ہمارے عیسیٰ تو بفضل خدا چرخ چہارم پر زندہ موجود ہیں اور عنقریب نازل ہونگے

احمدی:۔ کیوں حضرت اکیلے عیسیٰ علیہ السلام کیوں آسمان پر پہنچا دیئے؟

غیر احمدی:۔ تو کہیئے کون ساتھ چاہیئے تھا؟

احمدی:۔ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے خداوند تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں جتبک زندہ رہونگا زکوٰۃ دیتا رہوں گا۔ نماز پڑھتا رہوں گا۔ اور ماں کی خدمت کرتا رہوں گا۔ تو آپ لوگوں کو چاہیئے تھا کہ انکی والدہ کو بھی آسمان پر پہنچاتے یا زمین پر ہی زندہ رکھتے تاکہ وہ آنحضرت خدمت کرتے۔ لیکن کہیئے آسمان پر کس طرح اور کیسے مسیح والدہ کی خدمت کرتے ہونگے بہتر ہے اب بھی اُن کی والدہ کو آسمان پر چڑھایئے تاکہ آپ کی فلاسفی کا تانا۔ بانا نہ اودھڑے۔

غیر احمدی خاموش۔ متعجب۔ لاجواب۔

خاکسار محمد اللہ دتا عم ٹل سکول کاہنواں +

مُبلغین
کے لیے ایک کلاس

صیغہ اشاعت نے ایک نئی کلاس مبلغین کے لیے کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جسکو حافظ روشن علی صاحب پڑھائینگے۔ دو سال کا کورس کا ہوگا۔

مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل مولوی فاضل داخل ہونگے +

قوم کی زندگی اور موت کا سوال
فاضل مصری کی تحریکات

علماء قوم کے روح رواں ہوتے ہیں۔ قوموں کی زندگی کا انحصار ان ہی پر ہوتا ہے۔ جس قوم میں علماء رہیں وہ مردہ اور دشمنوں کا شکار رہے۔ جب چاہے دشمن اسپر قبضہ کرلے۔ اور جسطرح چاہے اس سے سلوک کرے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قوم میں علماء پیدا کرنیکا بہت خیال تھا۔ ہر وقت یہی دھن لگی رہتی تھی کہ علماء پیدا ہوں۔ مدرسہ احمدیہ کا عالم وجود میں آنا دو علماء کی موت کی وجہ سے تھا۔ پاک علماء کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء سے تشبیہ دی ہے

پس علماء کا پیدا کرنا گویا نبیوں کا پیدا کرنا ہے مذہبی وقومی مباحثات ومناظرات روحانیت تمدن تعظیم شعائر اللہ۔ تکمیل تعلیم شریعت وغیرہ تمام امور علماء ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔ جو قوم یہ دیکھتی ہے کہ علماء کم ہو رہے ہیں مگر ان کی ترقی کی طرف توجہ نہیں کرتی گویا وہ اپنی زندگی خود تباہ کر رہی ہے

مدرسہ احمدیہ کی ترقی یا تنزل **قوم کی زندگی اور موت کا سوال ہے**۔ اسکا حل کرنا کسی ایک شخص کا کام نہیں بلکہ یہ قوم کے حل کرنیکا مسئلہ ہے میرا دل اس سوال پر بہت کچھ لکھنے کو چاہتا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو میں لکھوں گا۔

ایک سوال ہے جو اکثر لوگوں کو کھٹکتا ہے۔ کہ مدرسہ احمدیہ نے کیا کیا۔ میں اس سوال پر بھی بسط سے لکھنے کو ہوں اللہ نے چاہا تو احباب کے سامنے آجائیگا۔ فی الحال میں اسی قدر کہتا ہوں کہ مدرسہ کی سکیم میں بہت سے نقص تھے۔ اس سکیم سے جس قسم کے علماء پیدا ہوسکتے تھے پیدا ہوئے۔

چنانچہ مولوی ارجمند خاں صاحب فاضل۔ مولوی رحمت علی صاحب فاضل۔ مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مولوی محمد حسن صاحب فاضل۔ مولوی جلال الدین صاحب فاضل۔ مولوی عبدالسلام صاحب فاضل اس مدرسہ کے فارغ التحصیل اور پنجاب یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ ہیں۔ اور اگر ان لوگوں کو بھی شامل کر لیا جائے جنھوں نے اسی سال امتحان دیا ہے تو یہ تعداد اور بھی زیادہ ہوجاتی ہے۔ قادیان اور مدرسہ کی ضرورتوں نے مجبور کیا۔ کہ ان کو قادیان میں رکھا جائے پس یہ لوگ مرکزی ضروریات کے لیے بھی کافی نہ تھے۔ ایک حصہ قابل علماء کا۔ جوکہ مدرسہ احمدیہ سے فارغ ہوچکے یا ہونیوالے تھے بہشتی مقبرہ اور دوسرے قبرستانوں میں سل اور دق کا شکار ہوکر سو رہا ہے۔ اور ہر سال ایسے وقوعات ہوتے رہتے ہیں لیکن اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے

تاہم اس سلسلہ میں مبلغین بھی پیدا ہوئے۔ مولوی عبیداللہ صاحب مولوی جلال الدین صاحب شمس کے نام سے اکثر احباب واقف ہیں۔ مولوی ظہور حسین صاحب بھی بہت سے سفروں میں حافظ صاحب و دیگر بزرگوں کے ساتھ سفر کرتے رہے خاکسار شیخ محمود احمد نے بھی مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی اور ایک لمبا سفر مالابار و مدراس کا کیا ہے۔

غرضیکہ جنکو موقع ملا انھوں نے اس کام میں حصہ لیا۔ باقی اور کاموں پر لگ گئے۔

سکیم میں بہت سے نقص تھے۔ جنکو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی توجہ نے اب دور کر دیا ہے۔ اب بڑی امید ہے کہ جلد مبلغ اسلام طلباء مدرسہ سے پیدا ہونے شروع ہوجائینگے۔ مدرسہ قومی توجہ کا محتاج ہے اور اگر قوم نے طلباء کثرت سے بھیج دیئے تو وہ وقت دور نہیں کہ جیسے علماء حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں پیدا ہونے شروع ہوجائیں۔ حضرت کی خاص توجہ مدرسہ احمدیہ کی بہتری اور ترقی کی طرف لگی ہوئی ہے

مدرسہ کے طلباء میں خاص طور پر تبلیغی جوش پیدا ہو اور مدرسہ کی ترقی اور ہر جگہ علماء پیدا کرنیکے لیے فاضل مصری نے کچھ تجاویز قوم کے سامنے رکھی ہیں۔ جو آگے درج کیجاتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ قوم ان کو خصوصیت سے لبیک کہے گی۔

تحریک

مدرسہ احمدیہ میں کثرت سے لڑکے داخل کرنیکے متعلق خاکسار نے ایک تحریک اخبار الفضل میں شائع کی ہے امید ہے جناب کی نظر سے گزری ہوگی۔ اسکو عملی جامہ پہنانیکے لیے چند تجاویز آپ کی خدمت میں پیش کرتاہوں امید ہے جناب اس کارخیر میں معاون بنکر عنداللہ ماجور ہونگے

(۱) احباب اپنے شہر کے ان احمدیوں میں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے بچوں کے اخراجات برداشت کرنیکی توفیق دی ہے۔ تحریک کریں کہ وہ اپنے بچے مدرسہ احمدیہ میں بھیجیں۔

(۲) اپنی تمام جماعت میں یہ تحریک کریں کہ وہ کسی ہوشیار اور ذہین لڑکے کو انتخاب کرکے مدرسہ احمدیہ میں داخل کرائیں اور اسکے اخراجات کو خود برداشت کریں۔ انجمن پر اس کا بوجھ نہ ہو لیکن اس رقم کیوجہ سے معمولی چندوں پر کوئی اثر نہ پڑے۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ کیونکہ ۱۵ روپے ماہوار ایسی رقم نہیں جسکو ایک جماعت اتنے بڑے اہم کام کیلیے جو صدقہ جاریہ کا حکم رکھتاہے۔ جمع نہ کرسکتی ہو۔ اور ایسا لڑکا تعلیم سے فارغ ہوکر اپنی جماعت کے لیے معلم اور مبلغ دونوں کاکام دے سکتاہے۔ ایسے شخص کی ضرورت کو غالباً آپ خود بھی محسوس کرتے ہونگے پس اس ضرورت کو کماحقہ پورا کرنیکے لیے یہی ایک راہ ہے کہ آپ اپنے علاقہ سے ایک یا زیادہ طالب علم اس مدرسہ میں بھیجیں اگر آپکے خاص شہر میں اسقدر احمدی نہیں جو اس قسم کے متحمل ہوسکتے ہوں تو گرد و نواح کے احمدیوں کو ملاکر اس کمی کو پورا کیا جاسکتاہے۔

(۳) اگر آپ کی جماعت میں کوئی مالدار احمدی ہو اور وہ کسی وجہ سے اپنا لڑکا نہ بھیج سکتے ہوں تو اُن کو خاص طور پر تحریک کریں کہ وہ ایک طالب علم کے لیے ایک ماہوار وظیفہ مقرر کردیں جو ۱۵ روپے سے کم نہ ہو یہ وظیفہ اُن کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا۔ اسلام کی جس قدر خدمات ایسے طالب علم سے جسنے انکے خرچ پر تعلیم حاصل کی ہے ہونگی ان سب کے ثواب میں وہ بھی شریک ہوں گے۔ اور یہ وظیفہ جماعت کے مشترکہ وظیفہ کے علاوہ ہوگا اگر آپ کسی وجہ سے ایسے آدمی کو خود تحریک نہ کرسکتے ہوں تو مہربانی فرماکر مجھے ان کے نام اور پتہ سے اطلاع دیں تاکہ میں براہ راست تحریک کرسکوں ٭

اسکے علاوہ اگر ایسے احباب بھی ہوں جو اس قدر تو نہیں مگر کچھ مستقل طور پر ماہوار دے سکتے ہوں تو اُن کا یہ عطیہ بھی شکریہ کیساتھ قبول کیا جائیگا ٭

خاکسار

عبدالرحمن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

امور عامہ کا طبی مشن

امور عامہ نے گزشتہ انفلوائنزا کے ایام میں بہت سی خدمات سرانجام دی تھیں اسدفعہ پھر جبکہ یہ خبریں مشہور ہوئی ہیں کہ انفلوائنزا ابھر پھوٹا ہے۔ اور اسکی رفتار ہندوستان یا پنجاب کی طرف ہے حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء کے ماتحت امور عامہ نے ایک طبی مشن قائم کیاہے۔ اسکے ماتحت ۸ صیغے رکھے گئے ہیں

چنانچہ مندرجہ ذیل نقشہ سے جو کہ امور عامہ نے شائع کیاہے نہایت عمدگی سے اسکے انتظام کا پتہ لگ سکتاہے ٭

نمبر	نام صیغہ	نام افسر	اسماء نائبان
۱	ہم رسانی ادویہ انگریزی و ہندوستانی	میر محمد اسحٰق صاحب	نظام جان صاحب کاغانی
۲	تقسیم ادویہ و تعیناتی اطبار قادیان	ناظر امور عامہ بحیثیت عہدہ	۱۔ بورڈنگ ہائی سکول کیلیے:۔ ماسٹر محمد حسین و مفتی محمد اسمٰعیل صاحب خالد صاحب ۲۔ دارالعلوم و دارالفضل و دارالرحمۃ:۔ ماسٹر مبارک اسمٰعیل صاحب۔ ماسٹر غلام فرید صاحب ۳۔ قصبہ قادیان:۔ مولوی محمد عبدالغنی صاحب شیخ محمود احمد صاحب
۳	" " " بیرونجات		
۴	بہم رسانی خوراک غربا اور ایسے خاندانوں جنکے اکثر یا تمام ممبر بیمار ہوں	شیخ عبدالرحمن صاحب مصری	مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ
۵	بہم رسانی دودھ و پھل و دیگر ضروریات خوردنی کافی مقدار	بشرح صدر	
۶	تجہیز و تدفین	مولوی سرور شاہ صاحب	سید اسد علی شاہ صاحب و صدرالدین صاحب
۷	تعیناتی و نگرانی کارہائے والنٹیرز و خبرگیری اس امر کی کہ لوگ اپنا اپنا کام صحیح طور پر مستعدی سے کر رہے ہیں۔	سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب	محلہ داران محتسب بحیثیت سرداران محلہ جات
۸	صفائی قصبہ	چودھری غلام محمد صاحب	شیخ محمد یوسف صاحب۔ ایڈیٹر اخبار نور

وفات حسرت آیات:۔ حضرت میاں چراغ الدین صاحب لاہوری ممبر صدر انجمن احمدیہ اس جہان فانی سے وفات پاگئے اناللہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ مرحوم کو بڑے مدارج بخشے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب جنازہ پڑھیں۔